تمام مذاہب کا مقصد بندے کی اللہ سے محبت پیدا کرنا ہے۔
ذکر الٰہی سے غافل شخص عملاً کفر کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۴﴾ (الزمر:23، 24)

پھر فرمایا:۔

ان آیات کا ترجمہ اور اس مضمون سے متعلق کچھ تشریح کرنے سے پہلے میں چند اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔ آج بھی دنیا بھر میں مختلف جگہوں پر کچھ اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں، کچھ جلسے ہو رہے ہیں اور کچھ اور مختلف نوع کی کلاسز جاری ہیں مثلاً جرمنی میں اس وقت بوسنین نو احمدیوں کی ایک

تربیتی کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اللہ کے فضل کے ساتھ وہاں کثرت کے ساتھ نئے شامل ہونے والے بوسنین مسلمانوں کی تربیت کے ہر سطح پر انتظام مسلسل جاری ہیں اور یہ کلاس جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ بھی ان انتظامات کا ایک حصہ ہے۔ پھر قیادت ضلع جہلم کے زیر اہتمام خدام واطفال کا سالانہ اجتماع ہے جو 31/ مارچ سے شروع ہو کر آج یعنی یکم اپریل کو اختتام پذیر ہوگا۔ جماعت احمدیہ فجی کا جلسہ سالانہ اور یومِ مسیح موعود اور صد سالہ جشن تشکر در بارہ پیشگوئی کسوف وخسوف کے پروگرام 31/مارچ سے شروع ہیں اور بروز ہفتہ یعنی کل اختتام کو پہنچیں گے۔ جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کا انیسواں جلسہ سالانہ آج یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے۔ اس جلسے میں ہمیشہ گیمبیا کے مختلف وزراء اور دیگر معززین شرکت فرماتے ہیں اور جماعت کے پروگراموں میں بعض دفعہ سربراہ سلطنت بھی بنفسِ نفیس تشریف لا کر رونق بخشتے ہیں۔ ان کی توقع ہے کہ اس جلسے پر بھی مختلف معززین ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے اور سیاست کے علاوہ دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے معززین بھی شامل ہوں گے اور ان کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ پیغام دیا جائے۔

خصوصی پیغام تو ان کے نام میرا یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ بہت ہی بڑے حوصلے کا سلوک فرمایا ہے اور باوجود اس کے کہ ہم جانتے ہیں کہ مختلف طاقتور ممالک سے کوششیں کی گئیں کہ آپ احمدیت سے اپنا رویہ تبدیل کر دیں لیکن ہمارے کہنے میں نہیں بلکہ ہمارے کہنے کے بغیر از خود آپ نے انسانی قدروں کا سر بلند رکھا اور ہمیشہ ان کو یہی جواب دیا کہ یہ لوگ خدمت کر رہے ہیں۔ خدمت دین بھی کر رہے ہیں، ملک کی بھی خدمت کر رہے ہیں۔ ہم باہر سے کوئی مدد لے کر ان نیکوں اور محسنوں کے ساتھ بدسلوکی نہیں کر سکتے اس لئے جو چاہیں اپنا رویہ آپ اختیار کریں۔ یہ ہماری عزت اور وقار اور انسانی قدروں کے خلاف ہے کہ وہ لوگ جو یہاں خدمت کے لئے آئے اور ہمیشہ بڑے خلوص کے ساتھ خدمت کی ہے ان سے لوگوں کے کہنے میں یا لوگوں کے دیئے ہوئے پیسے کے لالچ میں آ کر بدسلوکی شروع کر دیں یہ ہم سے نہیں ہوگا۔ اس وعدے پر وہ مسلسل قائم رہے۔ ضیاء کے دور میں بھی میں جانتا ہوں کہ براہ راست کوشش کی گئی لیکن گیمبیا کے معززین نے اپنے موقف میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی اور اب تو وہ دور، وہ زمانے لد گئے اور حالات بدل چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گیمبیا میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو چکی ہے۔ اس لئے میں ان سب

بزرگوں کا جو اس اجلاس میں شامل ہوئے ہیں، اس پسِ منظر میں ساری دنیا کی جماعتوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو پس منظر میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ملک کو ہمیشہ ترقی کی اعلیٰ منازل پر جاری وساری رکھے گا اور جماعت احمدیہ ہمیشہ پوری وفا کے ساتھ ان کی خدمت کے تمام تقاضے پوری کرتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو برکت دے اور جماعت احمدیہ کے لئے یہ اجتماع آئندہ سال کے لئے مزید برکات پیچھے چھوڑ جائے۔

باقی اس کے علاوہ بھی ہیں کچھ۔ ساؤتھ انڈین جماعتوں کے ریجنل اجتماع کی خبر ملی ہے مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کا پندرھواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے اور ساؤتھ انڈین جماعتوں کے اجتماع میں بتایا گیا ہے کہ کثرت کے ساتھ غیر از جماعت دوست شریک ہوں گے اور مضمون ہوگا Islam the Religion of Peace یعنی اسلام امن کا مذہب ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کا جلسہ سالانہ بھی آج یکم اپریل سے شروع ہو رہا ہے، تین اپریل تک جاری رہے گا اور جماعت جرمنی کی مختلف کلاسز کا میں ذکر کر چکا ہوں جو کہ بوسنین کے سلسلے میں ہیں۔

ان سب کو میرا واحد پیغام یہی ہے جو سب کے لئے برابر اہمیت رکھتا ہے کہ ذکر الٰہی کے جس موضوع پر میں ایک عرصے سے خطاب کر چکا ہوں اور یہ اسی کی غالباً آخری کڑی ہے اس پر پورا دھیان دیں اور غور کریں اور اس حقیقت کو دلنشین کر لیں کہ تمام مذاہب کا آخری مقصد اللہ سے بندے کی محبت پیدا کرنا ہے اور اس سچی محبت کا ایک اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا انسان جو اللہ سے محبت کرنے لگے وہ اس کی مخلوق سے لازماً محبت کرتا ہے اور اسی کا نام Peace ہے۔ تمام عالم میں امن کے لئے مختلف کوششیں ہو رہی ہیں مختلف دعاوی جاری ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اب امریکہ دنیا میں امن کی کوشش کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ چین سے وہ لوگ اٹھیں گے جو دنیا میں امن قائم کریں گے۔ کبھی مشرق والے دعوے کرتے ہیں، کبھی مغرب والے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ امن کی حقیقت کو سمجھے بغیر اور سمجھائے بغیر نہ وہ امن قائم کرنے کی صلاحیت حاصل کر سکتے ہیں، نہ دنیا کو اطمینان دلا سکتے ہیں کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور امن کی راہ اس کے سوا کوئی راہ نہیں ہے کہ انسان اپنے خالق کے ساتھ امن میں آجائے۔ خالق کے ساتھ امن کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ جب انسان خالق کے مزاج کے رنگ اختیار کرنا شروع کرے، ویسا ہی بننے کی کوشش کرے، وہ ادائیں اپنا لے جو ادائیں خالق کو پسند

ہیں۔ان اداؤں سے دور بھاگے جن کو خالق نفرت سے دیکھتا ہے۔اگر ایسا ہو تو مخلوق اور خالق کے درمیان یہ سنگم ہے، یہ رشتہ ہے، جو دونوں کو ایک دوسرے کے قریب تر کرتا چلا جاتا ہے اور یہ سفر ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔اس کا کوئی آخری مقام نہیں اور اس سفر میں اگر چہ رخ خالق کی طرف ہوتا ہے مگر خالق کا رُخ چونکہ مخلوق کے ساتھ احسان اور بے انتہا رحم وکرم کے سلوک کا رُخ ہے اس لئے خالق کے اندر جا کر پھر مخلوق دکھائی دینے لگتی ہے اور خالق کا جو تعلق مخلوق سے ہے وہی تعلق خالق سے تعلق باندھنے والا اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور اگر خالق کی نظر سے کوئی مخلوق کو دیکھنے لگے تو اس سے مخلوق کیلئے کسی شر کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے اللہ اپنے بندوں کے لئے شر پیدا کر رہا ہے تو یہ وہ دوٹوک بات ہے، دونکاتی بات ہے جس کو سمجھنے کے بعد کوئی ذی شعور انسان اس کے انکار کی جرأت ہی نہیں کر سکتا، اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

Peace کی حقیقت کیا ہے؟ یہی ہے کہ ایک انسان دوسرے بندوں کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ اپنی اولادوں، اپنے پیاروں اور اللہ کے ساتھ ایسی محبت کرے کہ اس کے پیارے بن جائیں۔خدا اپنی مخلوق کو شر کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔خدا اپنی مخلوق کی بھلائی چاہتا ہے۔پس لازماً ایسے بندے پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ میں انسان کے وجود کا کھویا جانا ضروری ہے اور یہ وہ مقام ہے جو ذکرِ الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کے نتیجے میں انسان خالق کے مزاج کو سمجھتا ہے وہ کیا چاہتا ہے؟ کیا پسند نہیں فرماتا؟ ان باتوں سے آگاہ ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں ذکر کے ساتھ انسان کے اندر ایک دن بدن برپا ہونے والا انقلاب برپا ہونا شروع ہو جاتا ہے، اس کے اندر تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس ہر وہ ذکر جو تسبیح کے دانوں تک محدود رہے انگلیاں اس پر پھرتی رہیں لیکن انسان کے وجود میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو وہ ذکرِ الٰہی نہیں ہے، وہ ذکر نفس ہو سکتا ہے، کوئی اور شیطانی ذکر ہو سکتا ہے مگر اس کا نام اللہ کا ذکر رکھنا گناہ ہے۔

ذکر الٰہی اندرونی تبدیلیاں پیدا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔اللہ کا ذکر ہو اور دل میں شیطانی وساوس ہوں، اللہ کا ذکر ہو اور فارغ ہوتے ہی بنی نوع انسان کے خلاف ظلم کے منصوبے چلائے جا رہے ہوں۔اللہ کے ذکر میں تسبیح پر انگلیاں پھر رہی ہوں اور ذہن میں سیاسی چالیں ہوں۔ یہ ہو کہ جب ہم اوپر آئیں گے تو بنی نوع انسان سے یہ کچھ کریں گے۔ یہ ذکر نہیں ہے، یہ دھوکا ہے۔ ذکر وہی

ہے جو خون کے اندر جاری ہونے لگے، جو دل کے اندر دھڑکنے لگ جائے، جو دماغ کی سوچیں بن جائے، یہ وہ ذکرِ الٰہی ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں۔ اگر آپ یہ ذکر کریں اور اس ذکر کو جاری رکھیں تو تمام بنی نوع انسان کے لئے آپ کے دل سے محبت کے چشمے پھوٹیں گے، آپ ان کو اس طرح دیکھیں گے جیسے خالق پیار کی نظر سے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ ان کی ایسے بھلائی چاہیں گے جیسے خالق اپنے بندوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اس بھلائی چاہنے میں آپ کو مخالفت کا بھی سامنا ہوگا اور یہ وہ مضمون ہے جسے میں آپ کے دلوں میں جاگزیں کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ جب بھی بنی نوع انسان سے بھلائی کے تقاضے کرتا ہے تو اس کی ضرور مخالفت ہوتی ہے۔ اس مخلوق سے محبت کرتا ہے جو اس سے دور بھاگ رہی ہوتی ہے۔ پس آپ کے لئے وہ مخلوق اپنے شیوے تو تبدیل نہیں کرے گی۔ اس کے تو وہی لچھن ہوں گے جو ہمیشہ سے اپنے خالق کے مقابل پر اس نے اختیار کئے رکھے اور جب اللہ کی طرف سے اس کے پاک بندے رسول بنا کر بھیجے جاتے ہیں تو ان سے جو سلوک ہوتا ہے وہ اللہ ہی سے سلوک ہوتا ہے۔ پس مخلوق سے تعلق آسان نہیں ہے۔ خالق سے تعلق بہت آسان ہے لیکن یہ تعلق جب مخلوق کے تعلق میں ڈھلتا ہے تو طرح طرح کے دکھ اس راہ میں اٹھانے پڑتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر قرآن کریم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے دکھ پر نظر کر کے فرماتا ہے یعنی اللہ فرماتا ہے قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے کہ یہ ظالم تجھے دکھ نہیں دے رہے یہ تو اللہ کو دکھ دیتے پھرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اصل مقصد ان کا خدا کی دشمنی ہے۔ تو چونکہ میری طرف سے نمائندہ بنا دیا گیا ہے اس لئے خدا کی دشمنی تیری دشمنی کے بغیر الگ ممکن ہی نہیں رہی۔

پس ذکر الٰہی آپ کو جن راہوں کی طرف بلا رہا ہے اس میں ایک راہ آسان ہے کیونکہ وہ محبت کی راہ ہے، اس راہ سے اللہ ملے گا اگر وہ محبت کی راہ بنی رہے۔ جس راہ پہ وہ راہ آپ کو ڈالے گی وہ غیر کی طرف سے دشمنی کی راہ ہے اور آپ کی محبت کی آزمائش کی راہ ہے۔ اس محبت کی آزمائش کی راہ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس طرح سفر کیا کہ اپنے دکھ دینے والوں کے لئے اس غم میں اپنے آپ کو ہلکان کرتے رہے کہ یہ ظالم ہلاک نہ ہو جائیں۔ پس یہ ہے وہ خالق اور مخلوق کا تصور جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اپنے خالق سے تعلق اور اس کے بعد خدا کی مخلوق سے تعلق کی صورت میں ہمارے سامنے ظاہر ہوا ہے۔ اس ضمن میں یہ تمام میرے خطبات ہیں کہ ذکرِ الٰہی اختیار

کرو۔ ذکرالٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کرے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی ایک صراط مستقیم ہے لیکن اس صراطِ مستقیم کو بہت سے رستے آ آ کر ملتے ہیں۔ جن رستوں سے آپ صراط مستقیم تک پہنچیں اگر وہ ایک سے زیادہ رستے ہیں تو آپ کے لئے وہ صراط وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے اگر وہ ایک دو رستے ہیں تو وہ صراط مستقیم آپ کے لئے تنگ رہے گی۔ تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یہاں ایک صراط کی بات نہیں فرما رہا۔ فرماتا ہے جو لوگ بھی ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کی بہت سی راہیں دکھاتے ہیں۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے دکھادی ہے، بتایا ہے کہ ان راہوں پر چلو گے تو صراط مستقیم میں آملو گے اور جتنی زیادہ یہ راہیں اختیار کرو گے اتنی تمہاری صراط مستقیم وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور انعام پانے والوں کا رستہ بنتی چلی جائے گی۔

اب میں ان آیات کی مزید تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو میں نے تلاوت کی تھیں۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے خود اسلام کیلئے کھول دیا ہو فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور یافتہ ہو، ایک نور پر قائم ہو اس کا مقابلہ کسی اور سے کر سکتے ہو۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی اور ہے جو اس جیسا بن کے دکھادے۔ یہ ایک اعلان عام، ایک صلائے عام ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ بننا ہے تو اس جیسا بن کے دکھاؤ، اس کے سوا ہر راہ ہلاکت کی راہ ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔

یہی محفوظ مقام ہے اس کے سوا کوئی محفوظ مقام نہیں۔ اس کے برعکس کیا مقام ہے؟ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ درمیان کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی۔ ایک طرف وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ نور پر قائم ہیں اور سوال اٹھا کر کوئی جواب بھی نہیں دیا گیا۔ تو ظاہر و باہر بات ہے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہی وہ خدا کے بندے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں لیکن ان کے مقابل پر جو لوگ رکھے فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ہلاکت ہو، لعنت ہو ان بدنصیب پتھر دلوں پر جن کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اس کے دو معانی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے

کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔طبیعت ان کی گھبراتی ہے، کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو، خدا کی باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں، کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو، کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو، کچھ نمائشوں کے قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے، یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکرِ الٰہی کا، تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کہ وہ بدنصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ وہ ذکر کرنے سے عاری لوگ ہیں۔ایک سنتے ہیں اور بدکتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ایک وہ جو سخت ہو چکے ہیں اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ان دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے۔ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکرِ الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہی منزل ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکرِ الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہا کرتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں اور ایسا شخص جو ذکرِ الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن، رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں۔پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے، یہ نہیں کہ ذکرِ الٰہی نہ بھی کرو تو گزارہ ہو جائے گا، کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔پس اس کے خلاف تنبیہ کی گئی ہے۔پھر اللہ فرماتا ہے: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ اللہ وہ ہے نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ جس نے محمد مصطفی ﷺ پر سب باتوں سے زیادہ پیاری بات اتاری ہے۔ جو کلام اس رسول کے دل پر اترا ہے ہر کلام سے زیادہ خوب صورت ہے۔ یہ کیا کلام ہے؟ فرماتا ہے كِتٰبًا یہ لکھا ہوا کلام ہے جسے تم کتاب کی صورت میں دیکھتے ہو اور یہ باتیں کیسی ہیں۔ مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ایک دوسرے سے

اپنے حسن میں ملتی جلتی باتیں بھی ہیں اور ایسی بھی ہیں کہ ویسی ہی باتیں اس کتاب میں اور بھی دیکھتے ہو یعنی متشابہ آیات ہیں اور بہت خوبصورت ہیں اور جوڑے جوڑے ہیں۔ایک حسن تم یہاں دیکھتے ہو اس حسن سے ملتا جلتا ایک اور جوڑا بھی تمہیں دوسری طرف دکھائی دے گا اور قرآن کریم کو پڑھنے والے جانتے ہیں، ہر انسان جو محبت اور تعلق سے قرآن کو پڑھتا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ ہر قرآنی مضمون جو خوبصورتی کے ساتھ بیان ہوا ہے وہی مضمون ایک اور آیت میں بھی اسی طرح خوبصورتی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔لیکن ملتی جلتی ہیں بعینہٖ وہ بات نہیں۔کوئی فرق ہے جو یہاں نہیں ملتا وہاں مل جائے گا۔کوئی چیز وہاں نہیں ملی تو پہلی میں مل جائے گی۔تو جوڑے جوڑے چلتے ہیں ایک دوسرے کو تقویت بھی دیتے ہیں اور حسن کے بعض پہلوؤں پر ایک آیت بڑی نمایاں روشنی ڈال رہی ہے۔بعض دوسرے پہلوؤں پر ایک اور آیت بڑی نمایاں روشنی ڈال رہی ہے تو فرمایا اس میں مَّثَانِيَ کا ایک معنی ہیں بہت اعلیٰ درجہ کی، بہت ہی بلند مرتبہ۔تو یہ تعریف بھی اس کے ساتھ ہی اس کی ہوگئی۔فرمایا اس سے ہوتا کیا ہے۔تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔

ان سے ان آیات کے نتیجہ میں جو جوڑا جوڑا ہیں دہرے اثر دکھانے والی آیات ہیں ایک اثر تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سننے والے جو خدا سے ڈرتے ہیں ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جُلُوْدُ کے تَقْشَعِرُّ کا مطلب ہے کہ ان کی جلدیں متحرک ہو جاتی ہیں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ان میں ایک Creeping Movement جس طرح ایک لہر سی دوڑ رہی ہے ایسی لہریں ان کی جلدوں پر دوڑنے لگتی ہیں۔ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ یہ جوڑا جوڑا آیات ایک اور اثر بھی لاتی ہیں۔ ایک طرف خشیت کا یہ عالم ہے کہ ساری جلد پر جھرجھری پیدا ہو جاتی ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔دوسری طرف اس کے بعد وہ جلدیں پگھل جاتی ہیں، نرم پڑ جاتی ہیں، اپنے خدا کے حضور پگھل کر بہنے لگتی ہیں اور دل ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ان کی جلدیں بھی اور ان کے دل بھی خدا کے ذکر میں بہنے لگتے ہیں، ان کی طرف متحرک ہو جاتے ہیں۔کتنا حسین کلام ہے۔اثر باہر سے اندر داخل ہوتا ہے اور وہ لوگ جو سخت دل ہیں ان کی جلدیں بھی سخت ہوتی ہیں وہ اچھی بات کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔وہ جلدیں ہی باہر باہر اچھے پیغام کو روک دیتی ہیں۔لیکن یہ خدا کے مومن بندے ایسے ہیں جو خدا کے کلام کو سنتے ہیں تو پہلے تو ان

کی جلدوں پر ایک زلزلہ سا طاری ہو جاتا ہے کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جذبات کی شدت میں واقعۃً انسان پر جھرجھری طاری ہوتی ہے اور اس کے بعد پھر دل کلیۃً نرم ہو کے خدا کی راہوں میں بچھ جاتا ہے اور یہ باہر سے اثر شروع ہوتا ہے اندر تک، گہرے دل کے اندر داخل ہو کر اس کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ فرمایا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ کس طرف حرکت کرتے ہیں اللہ کے ذکر کی طرف۔ ان کا باہر بھی ذکرِ الٰہی بن جاتا ہے اور ان کا اندر بھی ذکرِ الٰہی بن جاتا ہے اور ذکرِ الٰہی ان کے چہروں پر اپنے اثر دکھاتا ہے وہاں سے اثر شروع ہو کر دلوں کی گہرائی تک پہنچتا ہے۔

ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ یہ ہے اللہ کی ہدایت جسے چاہتا ہے وہ عطا فرماتا ہے۔ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ھَادٍ ہاں جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے اس کو پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اب یہاں بھی پہلی آیت کے نقشے کو دوبارہ آپ کے سامنے اُجالا ہے۔ دوبارہ اسی مضمون کو اسی ترتیب سے پیش فرمایا ہے۔ فرمایا یا تو وہ لوگ ہیں جن کا دل خدا کے ذکر کے لئے کھل چکا ہے اسلام کے لئے کھل چکا ہے اور یا وہ لوگ ہیں فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ قُلُوۡبُھُمۡ تو ان دونوں کے درمیان تیسری راہ نہیں۔ تم نے اگر پہلی راہ کو اختیار کرنا ہے تو کیسے کرو۔ فرمایا، پہلے تو خوفِ الٰہی سے یہ راہ آسان ہوگی۔ اللہ کا خوف ہو تو یہ آیات جو غیر معمولی اثر رکھتی ہیں یہ خود تمہارے اندر انقلاب برپا کر دیں گی اور دوسرے یہ کہ آخری فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھو جسے اللہ چاہے ان لوگوں میں سے بنا دے جن کے متعلق فرمایا اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ جن کا دل اللہ نے اسلام کے لئے کھولا ہے اور جن کو چاہے ان بدبختوں میں سے بنا دے جن کے متعلق فرمایا فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ قُلُوۡبُھُمۡ کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہیں اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ پس جب آخری فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے تو خدا ہی سے دعا مانگو۔

وہی سورہ فاتحہ کا مضمون ہے جو خود کِتٰبًا مَّثَانِیَ کہلاتی ہے ایسی کتاب ہے جو بار بار دہرائی جانے والی ہے، ام الکتاب ہے اور بار بار دہرائی جاتی ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ اے خدا تیری تعریف سن لی، تیرے ذکر نے دل پر بہت گہرا اثر کیا اور ہم صرف تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور کسی کی نہیں چاہتے وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ مگر تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں اس لئے مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں جو مختلف مضامین از خود آپ پر کھلتے چلے

گئے ہیں ان کو سمجھیں اوران کو اپنے دلوں میں جاری کریں ان کو اور بھی بہت سی آیات ہیں مگر اس وقت خطبہ کے لمبا ہونے کا خوف ہے میں ان کو چھوڑ رہا ہوں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پھر ایک دو اور اقتباس، پھر بعض صحابہ کی مثالیں۔تو اس طرح اس مضمون کو اگر ہو سکے تو آج اس خطبے میں اس سلسلے کی آخری کڑی بناؤں گا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ''چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔اذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو۔ میں بھی تم کو نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ:189)

پس کفر سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کر دے کیونکہ رسولوں کا آخری مقصد ذکرِ الٰہی ہے۔پس ذکرِ الٰہی سے جو شخص غافل ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ عملاً کفر کر رہا ہوتا ہے اور اس آیت نے یہی نتیجہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔اذْكُرُونِيْٓ میرا ذکر کیا کرو اَذْكُرْكُمْ میں تمہارا ذکر کروں گا۔وَاشْكُرُوْا لِيْ اور میرا شکر ادا کیا کرو، وَلَا تَكْفُرُوْنِ اور میرا کفر نہ کیا کرو۔یہاں کفر کا ایک معنی جو عامۃ المسلمین کے سامنے یا عام قاری کے سامنے واضح ہے وہ ہے ناشکری لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں ناشکری کی بجائے کفر کے ان معنوں میں اس کو سمجھا ہے جو کفر کے معروف معنی ہیں یعنی خدا کا انکار اور درحقیقت ناشکری اور انکار بھی دو بہنیں ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ ناشکری کے پیٹ سے ہی حقیقت میں انکار پھوٹتا ہے اور ان کا ماں بیٹی کا رشتہ ہے۔ پس قرآن کریم نے جہاں وَلَا تَكْفُرُوْنِ فرمایا اگر اس کا ترجمہ ناشکری بھی کریں گے تو امرِ واقعہ یہ ہے کہ ناشکرے ہی ہیں جو کافر ہوا کرتے ہیں۔خدا تعالیٰ کی اتنی بے شمار نعمتیں تمام دنیا میں پھیلی پڑی ہیں کہ وہ شخص جو ان نعمتوں کو دیکھ کر اس کے شکر کی طرف مائل ہو اس سے انکار کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔کون سا احتمال ہے

اس سے انکار کا۔ پس حقیقت میں شکر ہی ہے جو حقیقی ایمان بخشتا ہے اور ناشکری ہی ہے جو کفر کی طرف لے کے جاتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اس کا تعلق ذکر سے ہے۔ ذکر سے بات چلی ہے، تم اگر ذکر کرو گے تو شکر گزار بندے بنو گے۔ ذکر کرو گے تو کافر نہیں ہو سکتے لازماً خدا کے مومن بندے ہو گے اور ذکر کرو گے تو خدا تمہارا ذکر کرے گا اور خدا جن کا ذکر کرتا ہے ان کو مٹنے نہیں دیا کرتا۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا کسی کا ذکر کر رہا ہو اور وہ لوگ صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔ پس آپ کی بقا کا نسخہ بھی یہی ذکر ہے اگر ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے سے آپ کا تعلق جڑ جائے تو اس کی عطا سے آپ میں بقا کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ باقی رہنے کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

> قرآن شریف میں تو آیا ہے، وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (انفال:46) اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ اب یہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا نماز کے بعد ہی ہے۔

یعنی نماز کے بعد جو کثرت سے ذکر کی ہدایت فرمائی گئی ہے یہ وہ آیت ہے۔ فرمایا اب نماز کے بعد خدا تعالیٰ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا فرما رہا ہو تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 دفعہ الحمدللہ، 34 دفعہ اللہ اکبر کہہ دو تو ذکر مکمل ہو جائے۔ یہ تو كَثِيْرًا میں نہیں آتا۔ فرمایا اس لئے یہ حدیث سن کر کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز کے بعد 33-33 دفعہ تسبیح و تحمید کا ذکر فرمایا اور پھر 34 دفعہ تکبیر کا۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ یہی ذکر الٰہی ہے جس کی طرف یہ آیت توجہ دلا رہی ہے کہ کثرت سے ذکر کیا کرو۔ فرمایا یہ اس زمانے میں ان لوگوں کے لئے جن کے حالات آنحضورؐ کے پیش نظر تھے ان کو نسخوں میں سے ایک نسخہ دیا ہے۔ اس کو اس آیت کا متبادل نہ سمجھ بیٹھنا ورنہ آنحضرت ﷺ کا اپنا طریق تو یہ نہیں تھا آپ تو خود مسجد میں بیٹھ کے نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 دفعہ الحمدللہ یعنی تسبیح و حمد اور تکبیر آپ تو نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایتیں ہیں اور بھی روایتیں ہیں کہ بعض دوسری دعائیں کر کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تو اس لئے یہ تو ناممکن ہے کہ آنحضور ﷺ کثرت سے ذکر کا یہ مطلب سمجھتے ہوں کہ صرف 33 دفعہ کرو اور خود اس پر عمل نہ کریں اور خود دن رات ذکر میں رہیں۔ یعنی سوئے ہوئے ہوں تو تب بھی ذکر میں مصروف

ہوں۔ جاگے ہوئے ہوں تو تب بھی ذکر میں مصروف ہوں۔مجسم ذکر الٰہی بن جائیں،خدا آسمان سے گواہی دے کہ یہ وہ رسولؐ ہم نے تم میں اتارا ہے جو ذکرِ الٰہی بن چکا ہے اس کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔تو ظاہر بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو نکتہ اٹھا رہے ہیں قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کو محدود نہ سمجھ لو۔ یہ ذکر الٰہی جس کا قرآن کریم ذکر فرما رہا ہے یہ تو تمہارے دن رات کے ہر لمحے پر حاوی ہو جانا چاہئے۔ وہ 33 والا نسخہ تو ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے ایک خاص تکلیف پیش کی تھی اس تکلیف کے جواب میں آنحضورؐ نے فرمایا کہ اتنا کرو تو یہ تکلیف تو تمہاری رفع ہو جائے گی مگر یہ تو نہیں تھا کہ ان کو روکا ہو باقی ذکر سے یا ان کے علاوہ دوسروں کو روک دیا ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اصل محبت پیدا ہو تو شمار کا کوئی سوال نہیں رہا کرتا۔عشق الٰہی کرنے والے گِنا نہیں کرتے۔ آپؑ نے حضرت رسول اکرم ﷺ کی مثال دی ہے۔ کب کسی نے آپؐ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی جس میں سو دانے تھے۔ آپؐ کے کسی خلیفہ نے وہ تسبیح نہیں پکڑی، آپؐ کے کسی صحابی نے وہ تسبیح نہیں پکڑی۔ بعد کی ضرورت کے حالات کے مطابق ایجادات ہیں۔ وقت کی ضرورت ہو گی لیکن ان لوگوں کے لئے جو ادنیٰ حالتوں کے تھے۔ ان کو کچھ سکھانے کی خاطر کسی بزرگ نے یہ طریق ایجاد کر دیا ہو گا مگر نہ قرآن میں تسبیح کے دانوں کا ذکر، نہ سنت میں تسبیح کے دانوں کا ذکر، نہ کسی صحابی سے ثابت کہ ہاتھ میں تسبیح پکڑے پھرتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی گن کے ذکر کیا ہی نہیں۔ اَن گنت ذکر تھا اور فرماتے ہیں:

> یہ تو دنیا کے عاشقوں کو بھی پتا ہے۔ کہتے ہیں ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کے“۔

یہ کون سا عشق ہے؟ مجھے دیکھو میں کس طرح اپنے یار کے لئے دیوانی ہوئی پھرتی ہوں۔ دن رات اسی کا تذکرہ میرے منہ پر ہے۔ تو اچھا یار کا یار بنا بیٹھا ہے کہ گن گن کے یاد کر رہا ہے۔

عشق کے ساتھ گنتی کا مضمون چلتا نہیں۔ پس وہ اور مضمون تھا جو حضور اکرم ﷺ نے وہاں

بیان فرمایا اور وہ اور مضمون تھا جو اپنی ذات میں جاری کر کے دکھایا وہ اَن گنت ذکرِ الٰہی کا مضمون ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکرِ الٰہی کثرت سے نہ ہو اور وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے جو تینتیس مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی۔'' (ملفوظات جلد: 4 صفحہ: 14)

یعنی وقتی تقاضے کے پیشِ نظر اور بعض اشخاص کے حالات سے تعلق رکھنے والی بات ہوگی اسے تم عام نہ سمجھ بیٹھو۔

بعض لوگ ذکرِ الٰہی کو نماز سے بڑھا دیتے ہیں اور ایسے فتنے بہت سے پاکستان میں بھی پھوٹ رہے ہیں ان دنوں۔ یہ زمانہ Cult کا زمانہ ہے اور ذکر کے نام پر دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سی تحریکات چل رہی ہیں۔ یہ جو آپ ''ہرے کرشنا'' والوں کو دیکھتے ہیں، چمٹے بجانے والوں کو دیکھتے ہیں یہ سارے اللہ کا ذکر بیچ رہے ہوتے ہیں۔ ان کا آخری مقصد یہ ہے کہ اللہ کے نام سے جو بنی نوع انسان کو محبت ہے اس کا اثر طبیعتوں پہ ڈال کر ان سے ڈالر یا گلڈر یا پاؤنڈ وصول کئے جائیں اور رفتہ رفتہ ان کی دولتیں خدا کے نام پر سمیٹی جائیں۔ پس ایسی ساری تحریکات دیکھتے دیکھتے بہت دولتیں سمیٹ لیتی ہیں۔ اللہ کا ذکر بیچ بیچ کے بڑے بڑے عالیشان محلات بنا لئے جاتے ہیں اور یہی ذکر بیچنا ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ شدید ہلاکت کی راہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ اللہ کے ذکر کو بیچا نہیں جاتا۔ اب پاکستان میں بھی ایسی تحریکات چل پڑی ہیں کہ شیخوں کے نام پر ان کو بعض ذکر پڑھائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اچھے بھلے پہلے نمازی ہوا کرتے تھے، عبادت گزار تھے، وہ پاگل بنا دیئے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ رات کو اٹھ کے یہ وظیفے کر لو تو ساری زمین تمہاری ہے، سارا آسمان تمہارا ہو جائے گا اور اس طرح پاگل بنا بنا کے ان بے چاروں کی حالت بگاڑتے ہیں اور یہ بھی اطلاع مل رہی ہے کہ اب ان لوگوں نے اپنی شاخیں یورپ میں بھی پھیلانی شروع کی ہیں اور امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں بھی کچھ ایجنٹ بنا لئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز جو ہے یہ تو ایک سطحی سی چیز ہے، ایک برتن ہے خالی، اصل ذکر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ نہ کرو ہم تمہیں جو ذکر بتائیں گے وہ کیا کرو پھر دیکھو کہ دنیا کس طرح تمہاری غلام بنتی ہے اور

آخری پیغام دنیا کی غلامی ہی ہے اللہ کی محبت اور اللہ کا عشق تو بہانہ ہے ان کو بعض منافع دکھائے جاتے ہیں۔ بعض ان کو ایسے مقاصد بتلائے جاتے ہیں جن سے ان کی دراصل دنیا پانے کی خواہش پوری ہوتی ہے، آخری صورت میں اللہ ان کو نہیں ملتا نہ ان باتوں سے مل سکتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو ذکر فرمایا اور زندگی بھر کیا اس ذکر کو چھوڑ کر کون سا بہتر ذکر ہے جو آج کا کوئی پیر یا ساری کائنات کے پیر مل کے بھی بنا سکتے ہوں۔ جو یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر کے علاوہ بھی ایک ذکر ہے جو میں تمہیں دکھاتا ہوں۔ ان عبادتوں کو ترک کر دو جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیں اور یہ ذکر کرو وہ جھوٹا ہے، ذریتِ شیطان ہے، وہ اللہ کی طرف سے پیغام لانے والا ہے ہی نہیں۔ مگر جب مذاہب بگڑتے ہیں جب ایک ایسی جاہل قوم کو جس کو حقیقت میں مذہب کے فلسفہ سے آگاہی نہ ہو۔ مذہب کی روح کو نہ سمجھتے ہوں، جب ان کو عارضی طور پر اور مصنوعی طور پر نیک بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسلام کے چرچے وہاں پھیلائے جاتے ہیں تو ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو دنیا دار ہیں ان کو دین کی حقیقت کا علم نہیں، ان کو دین کی روح کا علم نہیں۔ دوسری طرف دین کے چرچے ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرور عجیب و غریب قسم کی تحریکات جنم لینے لگ جاتی ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ایک ایسے کھیت میں جس کا مالی رکھوالا نہ ہو، آپ بہت کھاد ڈال دیں۔ جب کھاد ڈالیں گے تو اس میں گندی جڑی بوٹیاں ہی نکلیں گی۔ بے مقصد اس میں نباتات پیدا ہوں گی اور وہ جو کھاد ہے وہ فائدے کی بجائے نقصان کا موجب بن جائے گی۔ پس ایسی سوسائٹیاں جہاں مذہب کا چرچا ہو جائے اور حقیقی مذہب سکھانے اور مذہب کے آداب بتلانے کے لئے کوئی منظم طریق ایسا نہ ہو جو خدا نے عطا کیا ہو بلکہ مختلف پیر فقیر اپنے ڈھکوسلے پیدا کرنے شروع کر دیں تو وہ سوسائٹی کثرت کے ساتھ مکروہات سے بھر جاتی ہے۔ وہاں مذہب بیچنے کے شوق میں کئی قسم کی تحریکات پیدا ہوتی ہیں اور ذکرِ الٰہی دنیا کے حصول کا ذریعہ بنا لیا جاتا ہے۔

پس اہلِ پاکستان کو میں خصوصیت سے متنبہ کرتا ہوں کہ اگر ذکر کرنا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی ذکر نہیں ہے، سب جھوٹ ہے۔ خدا ملتا ہے تو اسی ذکر سے ملتا ہے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے۔ جس پیر کا ذکر اس سے پیچھے رہ جاتا ہے وہ کوتاہ پیر ہے

اس سے تمہیں کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ شان کا رسولؐ جو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اس کا دامن پکڑو۔ صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ ان کی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد وہ نماز تھی جو محمد رسول اللہؐ نے آپ کو سکھائی تھی۔ اول و آخر وہ ذکرِ الٰہی میں گم رہتے تھے اور ذکرِ الٰہی کی جان نماز میں سمجھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شہادت پائی تو آخری صبح جو آپ نے اس دنیا میں گزاری اس کے متعلق مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ اس رات جس میں حضرت عمرؓ زخمی ہوئے آپ کے پاس گئے آپ کو صبح کی نماز کے لئے جگایا گیا تو آپ نے فرمایا ''نعم''۔ ہاں جس شخص نے نماز ترک کردی اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا لیکن نماز پڑھتے رہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی نماز، وہ عبادت جو خدا کے سب سے پاک رسولؐ نے بنی نوع انسان کو عطا کی تھی، یعنی عطا تو اللہ نے کی تھی مگر آپ نے اس کو اپنی ذات میں جاری فرما کر اس کے سارے اسلوب ہمیں سمجھائے اور ان معنوں میں میں کہتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی عطا کو ایک زندہ مثال بن کر ہمارے لئے جاری فرمایا، اس کو چھوڑنا ہلاکت ہے اس کے سوا اس کا کوئی اور نام نہیں۔

ایک لمحہ کے لئے بھی آنحضرت ﷺ خود نماز سے غافل نہیں ہوئے۔ کسی حالت نے خواہ وہ جنگ کی حالت تھی یا امن اور آرام کی حالت تھی، صحت کی حالت تھی یا بیماری کی حالت تھی، حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو نماز سے غافل نہیں کیا۔ آپؐ کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ نماز کا مقصد تو ذکرِ الٰہی ہی ہے نا! ذکر تو میں ہر وقت کرتا ہوں مجھے نماز کی کیا ضرورت ہے۔ آپؐ کی آخری نماز کی کیفیت یہ تھی کہ بخار کی شدت سے آپؐ بے ہوش ہو ہو جاتے تھے اور جب آنکھ کھلتی تھی تو کہتے تھے دیکھو نماز کا وقت تو نہیں چلا گیا۔ یہ کہہ کر پانی منگواتے تھے۔ وضو کر کے پھر نماز شروع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پھر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی۔ پھر آنکھ کھلتی تو پہلے یہ سوال کرتے تھے کہ دیکھو نماز کا وقت تو نہیں چلا گیا یہاں تک کہ آپ نے ٹب منگوایا اور کہا مجھ پر بہا دو تا کہ کچھ عرصے کے لئے بخار میرا پیچھا چھوڑے اور میں اپنے اللہ کی اس طرح عبادت کروں جس طرح اس نے مجھے سکھائی۔ (بخاری کتاب المغازی حدیث: 4088) یہ ہے ''ذکرا رسولا'' یہ وہ ذکرِ الٰہی ہے جو آپ نے دنیا میں ہمیشہ کے لئے جاری کیا ہے۔ پس ان شیطانوں کے وسوسوں میں کبھی نہ پڑنا۔ نہ آج پڑنا

نہ کل پڑنا کہ ذکرِ الٰہی چونکہ نماز کے بعد بھی جاری رہتا ہے اس لئے وہی اصل ہے اور نمازیں ترک کر دو اور خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے جو شریعت عطا کی ہے اس سے تم بالا ہو جاؤ گے۔ محمد مصطفی ﷺ کی شریعت سے باہر ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ سب پیری فقیری کے جھوٹے قصے ہیں۔ یہ دنیا کی لعنتیں کمانے کی خاطر یہ خدا کے ذکر کو بیچنے والے لوگ ہیں۔ ذکرِ الٰہی اختیار کریں ویسا ذکر جیسے حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اختیار فرمایا اور جیسا کہ آپؐ کے صحابہ نے آپؐ سے سیکھا پھر ہر حالت میں آپ کا ہر ذکر نماز ہی بن جائے گا لیکن نماز چھوڑیں گے تو پھر نماز نہیں بنے گا اگر نماز پڑھیں گے تو ذکر بھی نماز بن جائے گی۔ نماز نہیں پڑھیں گے تو ذکر بھی ذکر نہیں رہے گا۔

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کو مجھے یاد ہے میں اس طرح دیکھتا تھا کہ نمازِ مغرب سے قبل ستونوں کی طرف دوڑتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آتے۔ یہاں یہ بھی میں بتا دوں کہ جب نماز شروع ہو جائے اس وقت مسجد کی طرف دوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ ایسے سست آدمیوں کا ذکر نہیں ہو رہا جو نماز میں دیر سے پہنچیں اور رکوع بچا کر اپنی رکعت پوری کرنے کے جوش میں دوڑ رہے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے پہنچتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونے کے شوق میں تا کہ اس ذکرِ الٰہی رسولؐ کے پاس رہ کر اس کے قرب میں ذکر کریں۔ کہتے ہیں میں دیکھا کرتا تھا کہ کس طرح صحابہ دوڑتے ہوئے جاتے تھے کہ پہلے وقت میں مسجد کی پہلی صف میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ جائیں۔

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ وہ نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ بعض دفعہ رکوع کرتے تو اتنی دیر رکوع کرتے کہ لوگ سمجھتے تھے بھول ہی گئے ہیں اور ایک راوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ساری رات رکوع میں گزار دی۔ میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دور کی کچی روایت ہے مگر ان کی مراد یہ ہوگی کہ لگتا یوں تھا کہ گویا رات بھر رکوع میں ہی رہیں گے یا رہے ہیں اور کہتے تھے جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تھے تو یکدم پلٹ کر دوسرا سجدہ نہیں کر دیتے تھے بلکہ وہاں بھی ذکر میں گم اور ایسے بیٹھ جاتے تھے گویا بھول ہی گئے ہیں کہ آگے بھی کوئی سجدہ آنے والا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن شداد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے اور میں آخری صف میں تھا لیکن حضرت عمرؓ کی گریہ وزاری کی آواز سن رہا تھا وہ یہ تلاوت کر رہے تھے۔ اِنَّمَآ

اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کہ میں تو اپنے اللہ ہی کے سامنے اپنے سارے دکھ رویا کروں گا کسی اور کے سامنے مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پس جو ذکرِ الٰہی میں گم رہتے ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کا دربار ملتا ہی نہیں۔ جہاں وہ اپنے غم اور دکھ روئیں اور اپنے سینوں کے بوجھ ہلکے کریں۔ فرماتے ہیں پچھلی صف میں تھا وہاں تک مجھے حضرت عمرؓ کے سینے کے گڑ گڑانے کی آواز آ رہی تھا۔

حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ بنو سلمہ کا محلّہ مسجد نبوی سے دور تھا لیکن وہ مدینے کے کنارے پر تھے اس وجہ سے مدینے کی حفاظت میں وہ ایک اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے شوق ظاہر کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قریب آ جائیں تو آنحضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی لیکن ان کی نیت اچھی اور پاک تھی وہ قریب آنا چاہتے تھے تا کہ زیادہ ذکرِ الٰہی کا موقع ملے اور ذکرِ الٰہی میں اول اور افضل حیثیت نماز با جماعت کی تھی جو مسجد نبوی میں ادا کی جاتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دلداری کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم وہیں رہو جس نیک نیت سے تم قریب آنا چاہتے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تمہارے ہر قدم پر تمہیں اجر عطا کرے گا۔ جتنے لمبے فاصلے کرو گے اتنا ہی وہ ذکرِ الٰہی میں شمار ہوں گے اور ہر قدم کا اجر تمہارے لئے لکھ دیا جائے گا۔

حضرت حرامؓ بن ملحان کے آخری کلمات بھی سننے کے لائق ہیں جب ان پر برچھے کا وار پڑا ہے اور وہ آر پار نکل گیا اس حالت میں حضرت حرامؓ نے زخم کا خون لے کر سامنے سے اپنے چہرے پر ملا اور سر پر چھڑکا۔ وہ خون جو اندر دوڑ رہا تھا چونکہ خدا کی خاطر باہر نکلا تھا انہوں نے کہا اب مقدس ہو چکا ہے اب اس کی برکت سے جسم کے باقی اعضاء کو بھی متبرک کر دوں اور یہ کہا ’’اللہ اکبر فزت ورب الکعبہ۔ اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ (بخاری کتاب المغازی)

یہی روایت حضرت عامرؓ بن فہیرۃ کے متعلق ملتی ہے کہ آخری کلمہ آپ کا بھی یہی تھا۔ صاحب طبقات بیان کرتے ہیں کہ حضرت زیدؓ بن خطاب جو حضرت عمر کے بھائی تھے ایک جنگ میں ان کے سپرد علم کیا گیا (یہ جنگ یمامہ کی بات ہو رہی ہے) وہاں اس قدر زور سے دشمن نے ہلہ بولا کہ صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کچھ ڈول گئے اس وقت اس حالت میں بڑے جوش کے ساتھ یہ بھاگتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور وہ آخری کلمات جو ان کے سنائی دیئے وہ یہ تھے خدایا! میں اپنے ساتھیوں کی پسپائی پر تیری بارگاہ میں معذرت پیش کرتا ہوں۔

حضرت خبیبؓ کا ذکر بارہا آپ سن چکے ہیں مگر ایسا ذکر ہے جو کبھی پرانا نہیں ہوسکتا۔ آپ نے جب جان دی، ایسی حالت میں کہ دشمن نے آپ کو گھیرے میں لے کر پکڑ لیا تھا اور مقتل کی طرف لے جا رہے تھے۔ اس وقت مقتل میں پہنچ کر انہوں نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں۔ ذکرِ الٰہی تو کر ہی رہے تھے ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے نماز کی اہمیت کا یہ حال تھا کہ صحابہ سب سے زیادہ پاکیزہ، سب سے بلند تر ذکر نماز ہی کو سمجھتے تھے تو انہوں نے دو رکعتیں نماز ادا کی۔ سلام پھیرا اور کہا دل نہیں چاہتا تھا کہ اس نماز سے الگ ہو جاؤں مگر ڈرتا تھا کہ تم مجھے بزدل نہ سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لو کہ میں شہادت سے ڈر رہا ہوں اس لئے جلدی میں یہ رکعتیں ادا کر دی ہیں، اب جو چاہو کرو اور جب ان کو نیزہ مارا گیا تو وہ شعر پڑھتے ہوئے زمین پر گرے۔

وَلَسۡتُ اُبَالِیۡ حِیۡنَ اُقۡتَلُ مُسۡلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصۡرَعِیۡ

وَذَالِکَ فِیۡ ذَاتِ الۡاِلٰہِ وَاِنۡ یَّشَأۡ یُبَارِکۡ عَلٰی اَوۡصَالِ شِلۡوٍ مُّمَزَّعٖ

کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ خدا کی راہ میں کس کروٹ پر قتل ہو کے گرتا ہوں۔ ’’وَذَالِکَ فِیۡ ذَاتِ الۡاِلٰہِ ‘‘ یہ تو اللہ کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑوں پر، جو پارہ پارہ کر دیا گیا ہو، ہر جسم کے حصے پر برکتیں نازل فرمائے یہ آخری آواز تھی جو شہادت کے وقت ان کے منہ سے نکلی ہے اور یہی ذکر اللہ کرنے والوں کے دل کی آواز بن جایا کرتی ہے۔ ان کی زندگی بھی زندگی ہو جاتی ہے، ان کی موت بھی زندگی ہو جاتی ہے، ان کو کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ کس طرح کس حالت میں ان کا انجام ہو۔ جانتے ہیں کہ اللہ اپنے ذکر کرنے والوں کے جسم کے ذرّے ذرّے پر برکتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی روح ہمیشہ کے لئے خدا کی پناہ میں آجاتی ہے اور اس کا ذکر ہمیشہ کے لئے اس کے اوپر اپنی رحمت کی چادر تان دیتا ہے خواہ وہ اس دنیا میں رہے خواہ وہ اس دنیا سے چلا جائے۔

پس اس پہلو سے اس رنگ میں ذکر کریں کہ آپ کے ساتھ تمام دنیا کا ذکر وابستہ ہو جائے۔ تمام خدا کے بندے اور مخلوق جو آج ہیں یا کل آنے والی ہیں وہ آپ سے ذکر کے آداب سیکھیں کیونکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی حقیقی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کے عزم کر لئے ہیں وہی ذکر آپ زندہ کریں گے جو محمد مصطفی ﷺ کا ذکر ہے کسی پیر فقیر کے ذکر کو آپ دنیا میں جاری نہیں کریں گے۔ پس آج دنیا محتاج ہے کہ آپ ہی سے

ذکر سیکھے اور آئندہ نسلیں بھی اسی کے ذکر کو لے کر آگے بڑھتی چلی جائیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ یہ وہ آبِ حیات ہے جس آبِ حیات کے بعد کسی ہلاکت کے زہر کو مجال نہیں ہے کہ آپ کی رگ و پے میں دوڑنے لگے، آپ کے رگ و ریشے میں پیوستہ ہو کر آپ کو ہلاک کر سکے۔ زندگی کی ایک ہی راہ ہے وہ ذکر الٰہی کی راہ ہے۔ وہ راہ ہے جو میں نے آپ کو دکھادی، اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جو بوسنین خصوصیت کے ساتھ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں ان کے متعلق ایک چھوٹی سی بات کہہ کر میں اجازت چاہتا ہوں کہ ان بوسنین کو ذکر الٰہی کے ساتھ فوراً وابستہ کر دیں۔ کوئی اور تربیت نہیں ہے جو ان کی زندگی کی ضمانت دے سکے یعنی روحانی زندگی کی جو ان کو آئندہ ہلاکت سے بچا سکے۔ صرف یہ راہ ہے کہ جس کے بندے ہیں اس کے ہاتھ میں ہاتھ تھما دیں۔ اللہ کی انگلی میں ان کی انگلیاں پکڑا دیں۔ خدا سے وابستہ کر دیں پھر آپ کو کوئی پرواہ نہیں ہے پھر اللہ آپ ہی ان کی حفاظت کرے گا۔ پس ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور ذکرِ الٰہی کا چسکا ان کے دلوں میں پیدا کر دیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا:۔

”آج تو ماشاء اللہ یہ مسجد بہت بھر گئی ہے اور عورتوں کو اب دوسری جگہ بھیج دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مسجد جو بھری ہوئی ہے اللہ کے فضل سے یہ بوسنین کے بغیر بھری ہوئی ہے ان کی اتنی تعداد ہے خدا کے فضل سے وہ اس مسجد میں سما ہی نہیں سکتے تھے اس لئے ان کے لئے الگ انتظام کیا گیا ہے تا کہ وہاں ان کا ترجمہ بھی ان کو اونچی آواز میں سنایا جا سکے یہ اس لئے بتا دیا ہے کہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کو دوسرے درجے کا شہری سمجھا گیا ہے ان کے لئے الگ اکٹھا انتظام کیا ہے اس لئے کہ ایسا کوئی انتظام نہیں تھا کہ بجلی کی تاروں کے ذریعے ان کے کانوں تک ترجمہ پہنچایا جا سکتا ہو۔ اس لئے بے اختیاری تھی اس لئے ان کو الگ رکھا گیا ہے ورنہ ان کو یہاں جگہ دی جاتی اور پرانے احمدی دوسرے کمروں میں جاتے۔ یہ وضاحت کر دی ہے دنیا میں سب دیکھ رہے ہیں کہیں کوئی سننے والا غلط فہمی کا شکار ہی نہ ہو جائے۔“